OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 28, Issue, 1, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

عصر حاضر میں مذہبی ہم آہنگی پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور ان کا حل "تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ"

Factors Affecting Religious Harmony in Contemporary Times and Their Solutions "Analytical and Critical Study"

Taimoor Farooq
PHD Scholar, Department of Islamic Studies
Riphah International University Islamabad

Abstract

KEYWORDS:

Peace, Seerah of Prophet Muhammad ﷺ, Religious Unrest, World Religions, Religious Harmony.

Date of Publication: 30-06-2023

Islam is the religion chosen by Allah (SWT). The teachings of Islam convey the message of peace. The practical example of these teachings is called sÊrah of Prophet Muhammadﷺ. SÊrah suggests religious harmony as a possible and practicle solution to the growing religious unrest in the world. Religious harmony refers to the tolerance among the people of different faith and nations around the world. This study finds that, Prophet's ﷺ kindness towards people of different faiths, his sympathy, and prayers for them is a great example of religious harmony. During wars, the Prophet's ﷺ teachings on morality concerning children, women, elderly, disabled, monks and places of worship, meetings with delegations of different religions and letters to kings, reflects his social relations with people of other faiths. Challenges to the followers of different religions require in-depth research on the subject of religious harmony. In an attempt to carry out this task, principal approaches, namely analytical and critical have been used widely. To present the true image of Islam and to counter Islamophobia, the individual dimension of peace is possible with good morals. International dimension includes organizing the Islamic state for peace, international relations and agreements and providing protection of human rights. In the light of the teachings of the Prophet ﷺ, this study suggests that followers of the world religions should respect each other and avoid abusive behavior. Promoting hate speech is a deadly poison for religious harmony. Serious efforts should be made to prevent this problem, so that peace and security prevails in the world.

اسلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا منتخب کردہ مذہب ہے۔ اسلام نے دنیا میں بڑھتی ہوئی مذہبی منافرت کا ممکنہ حل مذہبی ہم آہنگی کی صورت میں پیش کیاہے۔ مذہبی ہم آہنگی سے مراد دنیا میں مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگوں میں رواداری ہے۔ مذہبی ہم آہنگی کے عنوان پر دنیامیں جب بھی بات ہوتی ہے، اسلامی تعلیمات کو ہمیشہ فوقیت دی جاتی ہے کیونکہ مذہبی ہم آہنگی کے فروغ میں اسلام نے روز اول سے اہم کردار ادا کیاہے جبکہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کرکے دنیاکے سامنے بہترین مثال پیش کی ہے جسے دنیامانتی ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ پیغمبر ﷺ کی مہربانی، ان کی ہمدردی اور ان کے لیے دعائیں مذہبی ہم آہنگی کی ایک بہترین مثال ہے۔ جنگ کے دوران بچوں، عورتوں، بوڑھوں، معذوروں، راہبوں اور عبادت گاہوں کے بارے میں اخلاقیات کے بارے میں پیغمبر کی تعلیمات مختلف مذاہب کے وفود سے ملاقاتیں اور بادشاہوں کو خطوط دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ آپ کے سماجی تعلقات کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس عرب کے معاشرے میں جہالت تھی اور بدامنی تھی وہی عرب کا معاشرہ آپ ﷺ کی مبارک محنت کیوجہ سے امن کا گہوارہ بن گیا۔ عرب کے اس معاشرے میں دیگر ادیان کے ماننے والوں کیساتھ ہم آہنگی کے جذبے نے دین اسلام کو پھیلنے میں خوب مدد کی اور اسلام کا حقیقی رخ دیگر ادیان کے ماننے والوں کے سامنے آیا۔ یہی وجہ تھی کہ اسوقت کے سماجی، معاشی، اقتصادی اور سیاسی حالات بہتر تھے لیکن جب سے اسلام کے ان اصولوں سے روگردانی کی گئی تب سے یہ تمام حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں اور یہی صورت عالمی بدامنی کا باعث بن رہی ہے۔ عصر حاضر میں ایسے عوامل جو مذہبی ہم آہنگی کیلئے رکاوٹ بنتے ہیں ان میں اسلاموفوبیا، سوشل میڈیا، جدید علوم سے دوری، تنگ نظری اور عصبیت شامل ہیں۔ مذہبی دنیامیں چیلنجز مذہبی ہم آہنگی کے موضوع پر سنجیدہ تحقیق کے متقاضی ہیں۔ اس تحقیق کے مقاصد کے حصول کیلئے تجزیاتی اور تنقیدی طریقہ تحقیق استعمال کیا گیاہے۔ اسلام کی صحیح تصویر عالمی سطح پر اجاگر کرنے اور اسلاموفوبیا کا خاتمہ کرنے کیلئے امن کی انفرادی جہت میں انسانی رویہ کی درستگی حسن اخلاق سے ممکن ہے۔ سماجی جہت میں نظام تعلیم و قانون اور میڈیا کو درست و منظم کرنا ہو گا۔ قومی و بین الاقوامی جہت میں امن کیلئے اسلامی ریاست کو منظم کرنا، بین الاقوامی تعلقات و معاہدات اور انسانی حقوق کا تحفظ فراہم کرنا شامل ہیں۔ اسلام کی ان تعلیمات کی روشنی میں یہ تجاویز پیش کی جاتی ہیں کہ عالمی مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کرنا چاہیے اور ناروا سلوک سے گریز کرنا چاہیے۔ مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کیلئے ہر ممکنہ کوشش کو یقینی بنایا جائے کیونکہ مذہبی

منافرت کا فروغ مذہبی ہم آہنگی کے لیے مہلک زہر ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے سنجیدہ کوششیں کی جائیں، تا کہ دنیا میں امن و سلامتی قائم رہے۔

مذہبی ہم آہنگی پر اثر انداز ہونے والے عوامل

اسلاموفوبیا

دعوت اسلام کے آغاز کیساتھ ہی مختلف طرح کے چیلنجز سامنے آئے جو کہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے ان میں سے ایک بڑا چیلنج اسلاموفوبیا تھا اس مقصد کیلئے اسلام کے مخالفین نے ہر طرح کی تدابیر اختیار کیں اور حضور ﷺ حکمت عملی کیساتھ ان کا مقابلہ فرماتے رہے۔ عصر حاضر میں بھی اسلام کے مخالفین اپنے مقاصد کے حصول کیلئے اسلاموفوبیا کو خوب تقویت دے رہے ہیں۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں اسلاموفوبیا کی تعریف اسطرح بیان کی گئی ہے:

“Intense dislike or fear of Islam, especially as a political force; hostility or prejudice towards Muslims.”[1]

"اسلام سے شدید ناپسندیدگی یا خوف، بالخصوص بطور سیاسی قوت، مسلمانوں کیساتھ عداوت یا تعصب۔"

اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ اسلاموفوبیا اسلام کی ممکنہ سیاسی برتری کا وہ خوف ہے جو صرف تعصب اور عداوت کی بنیاد پر مغرب میں پایا جاتا ہے۔ اسلاموفوبیا کی اس اصطلاح کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ الفاظ ہی غیر مناسب ہیں۔ لفظ اسلام میں سلامتی کے معنی پائے جاتے ہیں گویا کہ اسلاموفوبیا کا مطلب یہ ہوا کہ "امن و سلامتی کا خوف" جبکہ کسی بھی معاشرے میں امن و سلامتی کی خواہش تو کی جاتی ہے لیکن اس سے کسی بھی صورت میں خوف کھانا انسانی فطرت سے میل نہیں کھاتا۔[2]

اسلاموفوبیا ان عوامل میں سے ہے، جن کی وجہ سے ہم آہنگی و رواداری کا تصور محال ہوتا ہے۔ اسلاموفوبیا عصر حاضر کی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسلاموفوبیا کے شکار لوگوں کی دو اقسام ہیں:

1. اسلاموفوبیا پھیلانے والے لوگ

2. اسلامو فوبیا کا شکار ہونے والے لوگ

اسلامو فوبیا پھیلانے والے لوگ اسلام کی تعلیمات کو نفرت اور خوف سے تعبیر کرتے ہوئے غیر مسلموں کے دلوں میں ایک خاص قسم کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ اسلامو فوبیا پر پایا جانے والا مواد اس نظریے کا سبب بنتا ہے کہ اس کی وجہ سے مغربی معاشرے میں اسلام کو دہشت گردی کا ملزم اور مسلمان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اسلام کے فلسفہ جہاد کو غلط رنگ دیکر اسلام کو دہشت گردی کیساتھ جوڑا جاتا ہے۔ اسلام کے بارے میں یہ تصور پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام میں انسانی حقوق کا کوئی تصور موجود نہیں ار اسلام مساوات انسانی کے خلاف ہے۔ جبکہ مغربی تہذیب انسانی حقوق و مساوات انسانی کی علمبر دار ہے۔ اس سوچ کا شکار ہونے والے لوگوں میں خاص کر وہ لوگ جو حقیقت میں اسلام کے حوالے سے دلی بغض نہیں رکھتے وہ قابل رحم ہیں۔ اور اس جرم میں ہم برابر کے شریک ہیں کیونکہ ہم نے ان لوگوں کے سامنے اسلام کی حقیقی تصویر نہیں پیش کی جس کی وجہ سے وہ غلط سوچ کا شکار ہوئے اور اسلام سے نفرت کا اظہار کرنے لگے۔

اسلامو فوبیا کے موجود ہونے کے اسباب میں سے چند اسباب درج ذیل ہیں:

1. اسلامو فوبیا کے اسباب میں سے ایک سبب اسلام کے حوالے سے پھیلائی جانے والی غلط فہمی ہے۔ بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹر نیشنل نے 2012ء میں ایک رپورٹ شائع کی جس کے مطابق 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ کے شہر نیویارک کے ٹوئن ٹاور پر حملے کے بعد مسلمانوں کے بارے میں تعصب میں کافی حد تک اضافہ ہوا۔ اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ یہ تعصب بہت پہلے سے ہے۔ مثال کے طور پر اکثر یورپی کسی مسلمان کو اپنا ہمسایہ بنانا پسند نہیں کرتے۔ فن لینڈ، مالٹا، یونان، ملغاریہ، بلجیم میں صورت حال سنگین تر ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں منفی رائے کا اظہار عوام الناس کے جائزوں سے کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر فرانس کے 68 فیصد اور جرمنی کے 75 فیصد شہریوں نے کہا کہ مسلمان ان کے معاشروں میں ضم نہیں ہوئے ہیں۔[3]

اسلاموفوبیا کے شکار لوگوں کا اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے لاعلمی ان اسباب میں سے ہے جن کی وجہ سے یہ لوگ اسلام کی افہام وتفہیم سے دور ہوتے ہیں۔ اور اسلام کے بارے میں نفرت کا شکار ہو کر اسلاموفوبیا میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کے سابق سفیر عاقل ندیم لکھتے ہیں:

"امریکیوں کی بڑی اکثریت اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ صرف 38 فیصد امریکی کسی مسلمان کو ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ کم از کم 62 فیصد امریکی مسلمان سے نہ ملے ہیں اور نہ ہی بات کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح 57 فیصد شہری اسلام کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں اور 26 فیصد کچھ بھی نہیں جانتے۔"[4]

2. اسلاموفوبیا کا ایک سبب مغربی میڈیا بھی ہے جو کہ اسلام و مسلمان کے خلاف پروپگینڈا کر رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد میڈیا کا یہ ایجنڈا واضح ہوا کہ کسی بھی واقع کو بڑھا چڑھا کے پیش کرتا ہے، مغربی میڈیا کی نظر میں اسلام کا دوسرا نام دہشت گردی ہے۔ مغربی معاشرے ما سلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔[5]

3. اسلاموفوبیا کے اسباب میں سے ایک اہم سبب صلیبی جنگیں اور ان کے مابعد اثرات بھی ہیں۔ کیونکہ یورپی پادریوں نے اسلام کی تعلیمات اور سیرت نبوی ﷺ کو مسخ کر کے مغربی دنیا کے سامنے پیش کیا ۔ مسلمان کو دہشت گرد اور جاہل ظاہر کر کے نفرت پھیلائی اور مسلمان کو یورپ کے عیسائیوں کا دشمن قرار دیتے ہوئے عیسائی اقوام کو جنگ کیلئے تیار کیا۔ صلیبی جنگوں کے اسباب میں سے ایک سبب مغربی پادری کا اسلام و مسلمان کے خلاف یہی معاندانہ رویہ تھا۔ ان جنگوں کی صورت میں شکست کے بعد اہل یورپ اسلام کیساتھ ٹکرانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا تو دوسری طرف اسلام کی مقبولیت اور اشاعت اہل یورپ کو نفسیاتی طور پر خوف کا شکار کر رہی تھی۔ کیونکہ اکثر یورپی عیسائی جو صلیبی جنگوں میں شریک رہے انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کا مشاہدہ کیا تھا۔[6]

4. مستشرقین کی محنت نے اسلاموفوبیا کے پھیلانے میں کافی مدد کی ہے۔ مستشرقین جہاں اسلام کے خلاف نفرت اور تعصب پسندی کو ہوا دیتے ہیں تو وہیں پر اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی اس محنت کا اثر فقط مغربی تہذیب پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا شکار چند کمزور ایمان

والے بھی ہوتے ہیں اور اسلاموفوبیا کا شکار ہو کر مذہبی ہم آہنگی تو دور کی بات مذہبی نفرت کا اس قدر شکار ہوتے ہیں کہ اسلام کا نام سنتے ہی ایک خوف ان کے ذہنوں میں سوار ہو جاتا ہے۔[7]

5. مسلمانوں کی بڑھتی آبادی بھی اسلاموفوبیا کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ مغرب کی طاقتیں اس بات سے بہت ہی خوفزدہ ہیں اور اندازہ لگا رہی ہیں کہ کس طرح مستقبل میں اسلام سب سے بڑے مذہب کے طور پر ابھرے گا اور اس بات سے عوام الناس کو بھی باخبر کیا جا رہا ہے فرانس میں نیشنل فرنٹ کے لیڈر لی پین لوگوں کو یہ کہہ کر ڈراتے ہیں کہ:

"یورپ کچھ عرصے بعد یورپ نہیں رہے گا، یہ اسلامی ملک بن جائے گا۔ ہم ایک تاریخی موڑ پر آ کر کھڑے ہیں اور اگر ہم نے اس مواقع پر اپنی تہذیب کی حفاظت نہ کی تو ہماری تہذیب غائب ہو جائے گی۔"[8]

اسلام جس قدر وسعت نظری کا درس دیتا ہے شاید ہی کوئی اور مذہب اس عنوان کا درس دیتا ہو۔ اگر ایک انسان دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائے اور کسی بھی نبی کی ادنیٰ سی گستاخی بھی دائرہ کفر میں داخل کر دیتی ہے۔ اسی وسعت نظری کو مد نظر رکھتے ہوئے مغربی تہذیب بھی اگر اپنی اخلاقی ذمہ داری ادا کرے تو اسلاموفوبیا کا خاتمہ ممکن ہے۔ اس کا ممکنہ حل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے مغربی تہذیب کے سکالرز کیساتھ وسیع پیمانے پر مکالمہ، جہاد اور دہشت گردی میں فرق کو واضح کرنا اور اسلام کا انسانی حقوق کے تصور و مساوات انسانی کی وضاحت کیساتھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ اسلاموفوبیا مذہبی ہم آہنگی کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ ہے کہ اس سوچ کیساتھ مذہبی ہم آہنگی محال ہے۔ چونکہ مغربی تہذیب میں اسلاموفوبیا کو جرم تصور کیا جاتا ہے لہٰذا اقوام متحدہ نے ہر سال 15 مارچ کو اسلاموفوبیا کا دن منانے کی قرارداد منظور کی ہے۔

"The UN General Assembly adopted by consensus on Tuesday a resolution declaring March 15 as International Day to Combat Islamophobia."[9]

سوشل میڈیا

مذہبی ہم آہنگی پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں سے سوشل میڈیا کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ابلاغ یا میڈیا کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانے کے عمل کو ابلاغ کہا جاتا ہے۔انگریزی میں ابلاغ کے لیے *Communication* کا لفظ استعمال ہوا ہے جو لاطینی لفظ کیمونس سے نکلا ہے جس کا مطلب خیالات میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔"[10]

سوشل میڈیا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسکی بدولت انسانی زندگی کو نئی رفتار اور نئی سوچ ملی ہے۔انسان کو اردگرد کا شعور ملا ہے اور زندگی کے مسائل کی نقاب کشائی ہوئی ہے، غور و فکر سے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ عصر حاضر کی تمام تر علمی ترقی و خوشحالی، سائنسی ایجادات اور علمی تحقیقات کا ادراک انہی ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔دنیا میں ہونے والے واقعات سوشل میڈیا کے ذریعے دیکھے جاسکتے ہیں۔ہر روز نئے نئے واقعات رونما ہوتے ہیں لہٰذا دنیا کے لیڈر اور مذہبی راہنما اگر ان واقعات کو مثبت انداز میں دنیا کے سامنے پیش کریں تو بہت سے مفسد و مشتعل ذہنوں کو میانہ روی کی راہ پر لایا جاسکتا ہے۔اور مذہبی ہم آہنگی کو بر قرار رکھتے ہوئے امن کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلنے والی خبروں کا منفی کردار باعث نفرت بنتا ہے اور افہام و تفہیم کے بجائے ایک دوسرے سے دوری کا سبب بن کر دشمنی کا کردار ادا کرتا ہے۔لہٰذا واقعات اور اخبار کو احساس ذمہ داری کیساتھ پیش کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے ورنہ ساری تباہی و نقصان کے ذمہ دار یہی معاشرے کے اہم کردار ہوں گے۔اسی لئے قرآن نے ایسے واقعات کی تحقیق کیلئے احکام نافذ فرمائے ہیں ارشاد خداوندی ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ."[11]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو، اور پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔"[12]

اس آیت سے خوب واضح ہو گیا کہ کسی بھی خبر کی تحقیق ضروری ہے اور بغیر تحقیق کے اس خبر کو پھیلانے کی ممانعت ہے۔کیونکہ بے تحقیق باتوں کی اشاعت کرنا گناہ ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فھو احد الکاذبین."[13]

"جو کوئی آدمی ایسی بات بیان کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع."[14]

"آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات آگے بتا کر پھیلائے۔"

میڈیا کی موجودہ صورتحال کی منظر کشی کرتی ایک نبوی پیشگوئی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ہر طرف دھوکہ ہی دھوکہ ہو گا، سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا بنا کر پیش کیا جائے گا، خیانت کرنے والے کو امانت دار اور امانت دار کو خائن قرار دیا جائے گا اور رویبضہ خوب بولے گا، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! رویبضہ کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عوام الناس کے اہم معاملات میں بولنے والے نااہل اور فضول لوگ۔"[15]

عصر حاضر میں سوشل میڈیا پر اکثریت نااہل اینکرز، کالم نگار، دانشور اور مبصرین کا راج ہے۔ مسلمان سوشل میڈیا کے ذریعے ہونے والے پروپیگنڈے کا توڑ سوشل میڈیا کے ذریعے ہی کر سکتے ہیں۔ اکثر اوقات حقائق کو مسخ کرتے ہوئے واقعات کو ایسے انداز میں پیش کیا جاتا ہے جس سے عالمی نفرت پیدا ہوتی ہے، اسلئے اسوقت امت مسلمہ کے اجتماعی مفاد کی خاطر اطلاعات کا ایک ایسا مضبوط نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے جو دنیا کی دیگر بڑی بڑی نیوز ایجنسی کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام اور ملت اسلامیہ کا حقیقی تشخص اجاگر کر سکے اور اسلامی ممالک میں وقوع پذیر واقعات کو ان کے حقیقی تناظر میں دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔

اسلامی تشخص کے احیاء کیلئے ضروری ہے کہ دین اسلام کو افراط و تفریط سے پاک کر کے اسلام کی سادہ اور فطری تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، اور اسکے ساتھ ساتھ یہ ثابت کیا جائے کہ اسلام ہر شعبہ زندگی کے بارے میں واضح اور ترقی پسندانہ رہنماء اصول مہیا کرتا ہے، اس سلسلے میں سے اہم کردار سوشل میڈیا کا ہے اس لئے کہ دنیا

سوشل میڈیا کیساتھ وابستہ ہے سوشل میڈیا کا درست استعمال مذہبی ہم آہنگی کو پیدا کرنے میں نہایت اہم کردار رکھتا ہے اس کے ذریعے دوریوں کو قربت میں نفرت کو محبت میں بدلا جا سکتا ہے۔

جدید علوم سے دوری

مذہبی ہم آہنگی پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں سے ایک عامل مسلمانوں کا جدید علوم سے دور ہونا ہے اگر جدید علوم سے قربت پیدا کی جائے تو مذاہب عالم کو قریب لایا جا سکتا ہے۔ انسانیت کی راہنمائی کیلئے اگر جدید علوم کو سیکھنے کی کوشش کی جائے تو یہ عمل موجب انس ثابت ہو گا جو کہ ہم آہنگی اور امن کیطرف ایک بہترین قدم ثابت ہو گا۔ 1857 کی جنگ آزادی کی ناکامی اور انگریز کے بر سر اقتدار آنے کے بعد لارڈ میکالے کے افکار و نظریات کو خوب تقویت میسر آئی۔ لارڈ میکالے نے ایک ایسا نظام تعلیم وضع کیا جس کا بنیادی مقصد قوم کو تقسیم کرنا تھا۔

بقول اقبال حسن خان:

"انگریزوں کی پوری کوشش یہ تھی کہ ہندوستانی باشندے زیادہ سے زیادہ جاہل رہیں، ان کا خیال تھا کہ تعلیم حاصل کر کے یہ لوگ ہمارے اقتدار کیلئے خطرہ بن جائیں گے، اس لیے اگر تعلیم کا نظم کیا بھی تو وہ محض عیسائیت کیلئے، ورنہ اعلیٰ تعلیم کا ہندوستانی باشندوں کیلئے کوئی نظم نہ تھا۔"[16]

بد قسمتی سے ایک قوم کی حیثیت سے ہم آج تک لارڈ میکالے کے افکار و نظریات کی اتباع کر رہے ہیں۔ اور اسکے نظام تعلیم کو اب تک شکست نہیں دے پائے۔ دینی و دنیاوی علم کی تقسیم اسلام میں نہیں، بلکہ قرآنی تعلیمات کے مطابق تو حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم سکھائے گئے تھے۔ عصر حاضر میں صورت حال یہ ہے کہ عصری تعلیمی اداروں کے اکثر لوگ دینی علوم سے بے خبر جبکہ دینی تعلیمی اداروں کے اکثر لوگ علوم جدیدہ سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اسی تفریق کو ختم کرنے کی کوشش بے حد ضروری ہے۔

محمد یوسف راقمطراز ہیں:

"مسلم دنیا پر مغربی استعمار کی وجہ سے ہمارا تعلیمی نظام دو حصوں میں بٹ گیا ہے۔ ایک دنیاوی اعتبار سے، قیادت اور علوم کے حصول کا سارا نظام ایک خاص سیاسی انتظامی نظام کے سپرد کر دیا اور دوسری طرف دوسرے گروہ نے دین

کی حفاظت اور اسلامی روایات کی پاسداری اور قوم کی دینی تعلیم و تربیت اور دینی قیادت کی تیاری کا کام اپنے سر لے لیا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ اسلامی ریاست، اسلامی معاشرے، اسلامی تہذیب اور امت مسلمہ کیلئے معیاری اور مثالی نظام تعلیم کے خدوخال کو نمایاں کیا جائے۔"[17]

مذہب ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اگر مذہب اور جدید علوم میں ہم آہنگی پیدا کی جائے گی تو مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان ان تمام مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعے بدامنی کے اسباب مہیا ہوتے ہیں اور اس طرح تمام انسانوں کو قانون کے دائرے میں لاکر مذہبی ہم آہنگی کے ذریعے امن کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جب مختلف مذاہب اور مختلف سوچوں کے لوگ ایک دوسرے کیساتھ تعاون کریں گے اور ایک دوسرے کو سمجھنے لگیں گے تو یہ صورت امن کیطرف ایک بہتر قدم ثابت ہو گی۔

تمام ادیان اس قسم کے تعاون کی ترغیب دیتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ."[18]

"اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ و ظلم میں تعاون نہ کرو۔"[19]

آیت مبارکہ میں ایک بہترین اصول بتایا گیا ہے کہ انسانیت کیساتھ ہر اچھے کام میں تعاون کیا جائے اور ہر برائی کے کام میں ان سے الگ ہوا جائے تو بہترین معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ہمارا مقصود انسانیت کیلئے علمی فائدہ ہو تو عالمی امن کو پیدا کرنا نہایت آسان ہو جائے گا۔

تنگ نظری

مذہبی ہم آہنگی پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں سے تنگ نظری وہ عامل ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بد امنی، فساد اور قتل عام ہو جاتے ہیں۔ رنگ نسل، عقیدہ، مذہب اور وطن کے اختلاف کی بنیاد پر مخالف کو برداشت نہ کرنا تنگ نظری کہلاتا ہے۔ تنگ نظری کی سوچ کا حامل انسان صرف اپنا سکون ہی برباد نہیں کرتا بلکہ اپنے مخالف کی زندگی کو بھی اجیرن کر دیتا ہے۔ اس کردار کے لوگ خود کو بدنام کرنے کیساتھ مذہب پر بھی ایک دھبہ ہوتے ہیں

،یہی لوگ مذہب کی درست پہچان میں حائل ہوتے ہیں اور مذہب کی وسعت نظری کو عام کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

تنگ نظری کے عنوان پر طاہر القادری رقمطراز ہیں:

"بعض دینی اداروں میں طلباء کو دیگر مسالک کے خلاف نفرت،عدم رواداری اور انتہاء پسندی پر مبنی تعلیم دی جاتی ہے جس سے ایک دوسرے کو غیر مسلم اور گمراہ سمجھتے ہیں معصوم ذہنوں میں نفرت کی آبیاری کرتے ہیں۔ یہی لوگ تنگ نظری اور فکری مغالطوں کا شکار ہو کر اپنے علاوہ سب کو کافر و مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔"[20]

یہ وہ وجہ ہے جس سے شدت پسندی اور دہشت گردی وجود میں آتی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ باوجود استطاعت طاقت کے صفت حلم کے ساتھ متصف رہے اور مخالفین کی شرارتوں اور بدتمیزیوں کو برداشت فرمایا اور ان کے ساتھ وسعت نظری کا معاملہ فرما کر درگزر فرمایا جو کہ امن کی طرف بہترین اقدام میں سے ایک قدم تھا۔

مذہب اسلام جس قدر وسعت نظری کی تعلیم دیتا ہے اسکی مثال سیرت طیبہ کے حسین پہلو میں دیکھی جاسکتی ہے کہ جب وفد نجران مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی عبادت کے وقت ان کو فرمایا کہ تم مسجد نبوی کے فلاں حصہ میں اپنی عبادت کر لو۔ اور پھر اسلام کے انکار کے باوجود انہیں امان نامہ جاری کر دیا۔[21]

عصبیت

دنیا کے تمام انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ان کے نزدیک اتحاد و اتفاق ایک ایسی چیز ہے جو محمود و مطلوب ہے، اور اس کی بدولت سماج میں محبت اور امن کی فضا قائم ہوتی ہے۔ جبکہ نفرت، فتنہ، غرور، قومیت پرستی اور تفرقہ بازی ایسے عناصر ہیں جن کی بدولت سماجی بدامنی کیساتھ عالمی بدامنی کو بھی فروغ ملتا ہے اور دنیا کا کوئی بھی مذہب ان عناصر کو محبوب نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان عناصر کی موجودگی میں افراد، خاندان، سماج اور عالم تباہ ہو جاتے ہیں۔

مذہبی ہم آہنگی کے عنوان پر سب سے بڑا اثر انداز ہونے والا عامل عصبیت ہے، لغوی اعتبار سے عصبیت کے معنی طرفداری، تعصب سے کام لینا اور دلیل ظاہر ہونے کے بعد بھی حق بات کو نہ ماننے کے ہیں۔ آدمی کا کسی کی اس بات پر حمایت کرنا کہ وہ اس کی قوم، قبیلے یا مذہب سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ وہ ناحق معاملے پر ہو عصبیت کہلاتا ہے۔[22]

اسلام ایک ایسا منفرد دین ہے جو انسان کی ماں کی گود سے لیکر قبر تک راہنمائی کرتا ہے، اسی مناسبت سے اسلام نے عصبیت پسندی کی دیواروں کو ہلانے کیلئے ایسے اصول بتائے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم نے ان تمام تعلیمات سے روگردانی کی ہے اسی وجہ سے ہم ذلت و عبرت کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ عصبیت کی جڑیں اکھیڑنے کیلئے قرآن نے پیارا اصول بیان کیا:

"يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ."[23]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اسلئے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ درحقیقت تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو متقی ہو گا۔ یقین رکھو اللہ ہر چیز کا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔"[24]

عصبیت کی مختلف جہات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. سماجی عصبیت
2. قبائلی عصبیت
3. نسلی عصبیت
4. مذہبی عصبیت

تعصب کی ہر جہت مذہبی ہم آہنگی پر اثر انداز ہوتی ہے اور بدامنی کا باعث بنتی ہے اسلئے آپ ﷺ نے عصبیت کی ہر شکل کا سدباب فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ آمد کے بعد اہل ایمان کے درمیان مواخات کے رشتے کے ذریعے سماجی

تعصب کا خاتمہ فرمایا۔ اس کا ظاہری پہلو تو یہ سمجھ آتا ہے کہ باہمی امداد کرنا مقصود ہے مگر حقیقت میں خاندانی برتری اور سماجی تعصب کا خاتمہ ہی مقصود تھا۔ اسی طرح میثاق مدینہ کے ذریعے قبائلی عصبیت کا خاتمہ کیا کیونکہ میثاق مدینہ صرف ایک قانون نہیں تھا بلکہ سماج اور روایات کیلئے ایک ہمہ جہت منشور بھی تھا۔ اس کیساتھ دیگر ادیان کے ماننے والوں سے مختلف معاہدات صرف مدینہ منورہ کے استحکام کیلئے نہیں تھے بلکہ ان معاہدات سے ان لڑائی جھگڑوں کا خاتمہ بھی مقصود تھا جو عصبیت کی بنیاد پر تھے۔ قبائلی عصبیت کے خاتمے کیلئے آپ ﷺ کا ایک اور خوبصورت قدم نکاح کی صورت میں سامنے آتا ہے کہ آپ نے مسلم و غیر مسلم قبائل میں نکاح فرمائے تا کہ مذہبی عصبیت کا بھی خاتمہ ہو سکے۔ غلاموں کی آزادی کے حکم کے ذریعے نسلی عصبیت کا خاتمہ کیا۔

قبائلی عصبیت کیوجہ سے اسلام کے ملت واحدہ کے تصور سے انحراف لازم آتا ہے۔ سماجی عصبیت سے سیاسی عدم استحکام سامنے آتا ہے۔ مذہبی عصبیت سے فرقہ واریت کو فروغ ملتا ہے جبکہ وسائل کی غیر انصاف پر مبنی تقسیم یا اپنی قوم تک ہی مراعات کو محدود رکھنے سے کرپشن کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور یہ تمام وہ اسباب ہیں جو بد امنی کو خوب فروغ دیتے ہیں۔

خلاصہ بحث

اسلام دین امن ہے، امن کی تعلیم دیتا ہے اور امن کے ماحول کے فروغ کی ترغیب دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے امن کے ماحول کو قائم کر کے عملی نمونہ پیش فرمایا یہی وجہ ہے کہ جس عرب کے معاشرے میں جہالت تھی اور بدامنی تھی وہی عرب کا معاشرہ آپ ﷺ کی مبارک محنت کیوجہ سے امن کا گہوارہ بن گیا۔ عرب کے اس معاشرے میں دیگر ادیان کے ماننے والوں کیساتھ ہم آہنگی کے جذبے نے دین اسلام کو پھیلنے میں خوب مدد کی اور اسلام کا حقیقی رخ دیگر ادیان کے ماننے والوں کے سامنے آیا۔ یہی وجہ تھی کہ اسوقت کے سماجی، معاشی، اقتصادی اور سیاسی حالات بہتر تھے لیکن جب سے سیرت نبوی ﷺ کے ان اصولوں سے روگردانی کی گئی تب سے یہ تمام حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں اور یہی صورت عالمی بدامنی کا باعث بن رہی ہے۔

عصر حاضر میں ایسے اسباب جو مذہبی ہم آہنگی کیلئے رکاوٹ بنتے ہیں ان میں ایک سبب اسلاموفوبیا ہے۔ اسلام کے بارے میں ایک خوف کا پایا جانا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے کہ اسلام انسانی حقوق کا دشمن ہے اور اہل مغرب

انسانی حقوق کے علمبر دار ہیں اسی وجہ سے انسانیت اسلام سے دور اور مغربی تہذیب کے قریب ہوتی جا رہی ہے۔اس کا واحد حل یہ ہے کہ اسلام کی حقیقی تصویر انسانیت کے سامنے پیش کی جائے تا کہ اسلاموفوبیا جیسی سوچ کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔اسی طرح ایک کوشش یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ دینی علوم میں میں چند ایسے مضامین شامل کئے جائیں جن میں عصر حاضر کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل استشراق کے تحقیقی کاموں کا جائزہ لیا جائے اور پھر ان کے پیدا کئے گئے شکوک و شبہات کو عقلی و نقلی دلائل کیساتھ رفع دفع کرنے پر خوب محنت کروائی جائے۔کیونکہ اہل استشراق اہل اسلام کی چند کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہی مختلف قسم کے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں ۔اسلاموفوبیا کو انسانوفوبیا کے تصور کے طور پر پیش کیا جائے۔

دوسرا اہم ترین سبب جو مذہبی ہم آہنگی کیلئے رکاوٹ بنتا ہے وہ سوشل میڈیا کا منفی استعمال ہے جھوٹی خبروں اور افواہوں نے عالمی امن کے بگاڑنے میں کوئی کمی باقی نہیں رکھی اور یہی افواہیں نفرت کا باعث بن کے دشمنی کی صورت اختیار کرتی ہیں۔لہذا ان چیزوں کی روک تھام کیلئے قانون بہتر کردار ادا کر سکتا ہے۔ایسی حرکت کرنے والوں کیلئے چند سزائیں قانونی طور پر طے کرنا سوشل میڈیا کے درست استعمال کی طرف ایک اچھا قدم ثابت ہو گا۔

جدید علوم سے دوری بھی ان اسباب میں سے ہے جن کی وجہ سے ہم آہنگی کو فروغ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ عصر حاضر کا تقاضا ہے کہ جدید علوم کو حاصل کر کے ملک و ملت کیلئے کار آمد ثابت ہوا جائے۔دینی و دنیاوی علوم کی تقسیم اسلام نے نہیں کی بلکہ یہ خود انسان کی بنائی گئی تقسیم ہے اسلام تو ہر اس علم و فن کو حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت کو بہتر بنالے اور دوسروں کیلئے بھی مفید ثابت ہو۔یہ بات ضروری ہو چکی ہے کہ مذہب اور جدید علوم میں قربت پیدا کی جائے جو کہ مذہبی ہم آہنگی کیطرف مفید قدم ثابت ہو سکتا ہے۔

عالمی بدامنی کی ایک وجہ تنگ نظری کا عنوان بھی ہے کیونکہ یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہے کہ تنگ نظری سے انتہاء پسندی اور انتہاء پسندی سے دہشت گردی وجود میں آتی ہے۔اور یہی دہشت گردی مذہبی ہم آہنگی میں رکاوٹ اور عالمی بدامنی کی وجہ بنتی ہے۔دشمن عناصر اسی کو اسلام کیساتھ جوڑتے ہوئے اسلام کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات ضروری ہو چکی ہے کہ تنگ نظری کے عنوان کو وسعت نظری سے تبدیل کیا جائے۔عصری اداروں اور دینی اداروں میں چند ایسے مضامین نصاب میں شامل کئے جائیں جن کا تعلق سیرت نبوی ﷺ کے ان ابواب سے ہو جس میں دو باتوں کو مد نظر رکھا جائے:

1. ایسے ابواب جس میں تنگ نظری، انتہاء پسندی اور دہشت گردی کی ممانعت و مذمت بیان کی گئی ہو

2. ایسے ابواب جس میں وسعت نظری کی ترغیب دی گئی ہو۔

مذہبی ہم آہنگی میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے عصبیت نے بھی کافی کردار ادا کیا ہے۔ عصبیت جس جہت سے بھی ہو زہر قاتل ہے سماجی، قبائلی، نسلی اور مذہبی عصبیت کا دور حاضر میں خاتمہ تب ہی ممکن ہے جب سیرت نبوی ﷺ کے ابواب کا مطالعہ کر کے ان کا حل تلاش کیا جائے گا۔ کیونکہ عصبیت سے عداوت، منافقت اور نفرت پیدا ہوتی ہے جو کہ ایک طرف سماجی زندگی کو متاثر کرتی ہے تو دوسری طرف ترقی کی رفتار کو روک دیتی ہے اور پورا سماج مختلف الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے ابواب جن میں عصبیت کی نفی کی گئی ہے اور اصول وضوابط وضع کر کے ان ناسور کو معاشرے سے ختم کیا گیا ہے ان اصول وضوابط پر عمل پیرا ہو کے ہم عصر حاضر میں عصبیت کی تمام جہات سے کنارہ کش ہو سکتے ہیں۔ سماجی، قانونی اور معاشی عدل و انصاف کے ذریعے عصبیتوں کا اچھے طریقے سے خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔

سفارشات

- اسلاموفوبیا کے حل کیلئے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی جائے اور دینی علوم میں چند ایسے مضامین شامل کئے جائیں جن میں مستشرقین کے تحقیقی کاموں کا جائزہ لیکر ان کے شکوک و شبہات کو رفع دفع کیا جائے۔
- سوشل میڈیا کے درست استعمال کیلئے اصول وضوابط مقرر کئے جائیں۔ اور خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے سزائیں مقرر کی جائیں۔
- دینی و عصری علوم کی تقسیم کو ختم کیا جائے اور دونوں علوم کو حاصل کرنے کی ترغیب دی جائے۔
- دینی و عصری اداروں میں سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں وسعت نظری کے عنوان پڑھائے جائیں۔
- عصبیتوں کے خاتمے کیلئے سماجی، قانونی اور معاشی عدل و انصاف کو فروغ دیا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] **Oxford English Dictionary,** London: Oxford University press,1998, p.1251

[2] وقاص خان، "عصر حاضر میں دعوت اسلام کو درپیش اسلاموفوبیا کا چیلنج اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل"، اسلامک سائنسز 4/2(2021)

Waqas khan, Asar-e-Hazir men Dawat-e-Islam ko Dar Peash Islamophobia ka Challenge or Sirat-e-Taiba ki Roshni men is ka Hal,Islamic Sciences 4/2(2021)

[3] اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی، "**اسلاموفوبیا اور یورپ**" رسائی:14 نومبر 2022،

Islamic Research Academy Karachi,**Islamophobia or Yorap**,Rasai:14 November 2022, https://irak.pk/islamophobia-and-europe/

[4] انڈیپینڈنٹ اردو، "**مغرب میں اسلام کا بڑھتا خوف، وجوہات کیا ہیں**" رسائی:14 نومبر 2022،

Independent Urdu, **Maghrib men Islam ka Barhta Khof,Wajohat kya hen,Rasai**:14 November 2022

https://www.independenturdu.com/node/24666

[5] وقاص خان، "**عصر حاضر میں دعوت اسلام کو درپیش اسلاموفوبیا کا چیلنج اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل**"،145

Waqas khan,Asar-e-Hazir men Dawat-e-Islam ko Dar Peash Islamophobia ka Challenge or Sirat-e-Taiba ki Roshni men is ka Hal,145

[6] غلام جیلانی برق، **الحاد مغرب اور ہم** (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، 2014)،5

Ghulam Jailani Barq,**Ilhad-e- Maghrib or Ham**,(Laohre:Alfaisal Nashran-o-Tajran Kutab,2014),5

[7] وقاص خان، "**عصر حاضر میں دعوت اسلام کو درپیش اسلاموفوبیا کا چیلنج اور سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل**"،142

Waqas khan,**Asar-e-Hazir men Dawat-e-Islam ko Dar Peash Islamophobia ka Challenge or Sirat-e-Taiba ki Roshni men is ka Hal**,142

[8] ایضا،145

Aiyzaan,145

[9] Anadolu Agency,"**15 March International day to combat islamophobia"**,10 Aug 2022, https://www.aa.com.tr/en/world/un-general-assembly-declares-march-15-international-day-to-combat-islamophobia/2536224.

[10] خورشید، عبدالسلام، مہدی حسن، **تعلقات عامہ** (لاہور: مکتبہ کاروان، 1987)،29۔

Khursheed,Abdulslam,Mahdi Hassan,**Taluqat-e-Aama**,(Lahore:Maktba Karwan,1987),29

[11] القرآن:49/6

Al Quran:49/6

[12] عثمانی، مفتی تقی، **آسان ترجمہ قرآن**، القرآن:49/6

Usmani,Mufti Taqqi ,**Asan Tarjuma Quran**,Al Quran :49/6

[13] مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم**، المقدمة، باب وجوب الرواية عن الثقات (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، 1/8

Muslim Bin Hajaj Al Qushairi,**Sahih Muslim**,Al Muqaddima,Bab Wajob Alriwaya En Alsuqat(Bairoot:Dar-e-Ahya Alturas Alarbi)1/8

[14] قشیری، **مسلم**، المقدمة، باب النهی عن الحديث بكل ما سمع:1/10

Qushairi,**Muslim**,Almuqaddima,Bab Alnahi En Alhadees beKulli ma Samiya:1/10

[15] محمد بن يزيد القزويني، **سنن ابن ماجه**،ابواب الفتن،باب شدة الزمان(دار الرسالة العالمية،2009 ء)،162/5

Muhammad bin Yazeed Alqizweeni,**Sunnan Abn-e- Maja**,Abwab ul Fittan,Bab Shiddut Zaman(Dar ul Risala Al Aalamiyya,2009)5/162

[16] اقبال حسن خان، **شیخ الہند مولانا محمود حسن حیات اور علمی کارنامے**(علی گڑھ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،1983)،39

Iqbal Hassan Khan,**Saikh ul Hind Mulana Mehmood Hassan Hiyat or Elmi Karnamy**(Ali Garh:Ali Garh Muslim University,1983)39

[17] محمد یوسف،"مدارس کے تعلیمی نظام و نصاب کا جائزہ اور ان میں بہتری کی تجاویز"، **بین المسالک ہم آہنگی اور افہام و تفہیم کی حکمت عملی**، مدیر : معصوم یاسین زئی(اقبال انٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ، جولائی2018)،73-74

Muhammad Yosaf,Madaris Ky Taleemi Nizam o Nisab Ka Jaiza Or in men Behtri ki Tajaweez,**Bain Al maslik Ham Aahngi or Efham u Tafheem ki Hikmat Eamli**,Mudeer: Masoom Yaseen Zai(Iqbal International Institute for Research and Dialogue,July 2018)73-74

[18] القرآن:2/5

Al Quran:5/2

[19] عثمانی، **آسان ترجمہ قرآن**،القرآن: 2/5

Usmani,**Asan Tarjuma Quran**,Al Quran :5/2

[20] طاہر القادری، **فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کا اسلامی نصاب**(لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، اپریل2015)،122

Tahir ul Qadri,**Faroogh –e – Amman or insadad Dehshat Gardi ka Islami Nisab**(Lahore:Minhaj ul Quran Parenters,April 2015)122

[21] ابن القيم الجوزيه،**زادالمعاد فى هربخير العباد**،(بيروت :موسة الرسالة،1981ء)، 629/3

Abn ul Qayyam Aljoziyya,**Zad ul Maad fe Hari Khair ul Ebad**(Bairoot:Mosat ul Risala,1981)3/629

[22] محمد بن مکرم بن منظور"**عصبیت**"،**لسان العرب**(بیروت: دار صادر)،1/603-606

Muhammad bin Mukaram bin Manzoor,Assabiyyat,**Lisan ul Arab**(Bairoot:Dar –e-Sadir)1/603-606

[23] القرآن:13/49

Al Quran:49/13

[24] عثمانی، **آسان ترجمہ قرآن**،القرآن :13/49

Usmani,**Asan Tarjuma Quran**,Al Quran :49/13